© rasailojaraid.com



# قرآن کے تحفظ پر ایک تاریخی نظر

(از جناب مولوی غلام ربانی صاحب ایم۔اے (عثمانیہ))

ایم۔اے تفسیر کے لئے امتحانی مقالہ خاکسار نے جو تیار کیا تھا یہ مضمون اسی مقالہ سے ماخوذ ہے علاوہ دوسری عام کتابوں کے علامہ جلال الدین سیوطی کی کتاب اتقان اور الجزائری کی تبیان سے زیادہ استفادہ کیا گیا ہے لیکن سب سے زیادہ مجھے اس کا اعتراف کرنا چاہئے کہ حضرت الاستاذ مولانا مناظر احسن گیلانی کے درسی محاضرات واملائی سے تحقیق کی راہ میں غیر معمولی مدد ملی ہے عموماً اس مضمون میں سے نقاط نظر آپ کو اگر ملیں گے تو اسے حضرت الاستاذ ہی کا فیض خیال فرمائیے

"گر خار گر گل است ہمہ آوردہ تست" غلام ربانی

تاریخی طور پر اس کا متعین کرنا دشوار کیا بلکہ ناممکن ہے کہ نسل انسانی کو پہلی کتاب خدا کی طرف سے کون سی کہاں اور کب ملی قرآن کا اجمالی بیان یہ ہے کہ ہر امت میں نذیر اور خدا

---

؎ میرے عزیز رفیق علم مولوی غلام ربانی ایم۔اے (عثمانیہ) نے خاکسار کی تقریروں اور املائی محاضرات کو پیش نظر رکھ کر یہ مقالہ تیار کیا اور جب مجھے دکھایا تو میں نہیں کہہ سکتا کہ کتنی مسرت ہوئی گو اس موضوع پر خاکسار نے خود ایک کتاب لکھی ہے لیکن بعض وجوہ سے شائع ہونے کے قابل اسکو میں نے نہیں پایا اس کتاب کے مضمون کا اور خاکسار کے خصوصی نقاط نظر کا بہت اچھا خلاصہ یہ ہوگیا ہے اب اگر میری کتاب نہ بھی شائع ہو تو چنداں اسکی ضرورت بھی باقی نہ رہی اس موضوع پر عربی اور اردو میں بہت سی کتابیں لوگ لکھ چکے ہیں اہل علم اندازہ کریں گے کہ کن کن غلط فہمیوں کے ازالے کرنے کی کوشش اس میں کی گئی ہے کوشش کی کامیابی و ناکامی کا مدار اہل علم و۔

(بقیہ برصفحہ آئندہ)



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کے تمام دوسرے آسمانی ہدایت کی تعلیم کے لئے آتے رہے اور جس طرح خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کی وحی ہوئی اسی طرح ان سے پہلے نوح علیہ السلام اور ان کے بعد انبیاء علیہم السلام پر ہوتی رہی ارشاد باری ہے:۔

إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ (مائدہ) — ہم نے تم پر وحی اسی طرح کی جیسے نوح پر اور نوح کے بعد پیغمبروں پر وحی کرتے رہے۔

اس سلسلہ میں چند پیغمبروں کے نام لینے کے بعد

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ — ان پیغام لانے والوں میں سے بعضوں کا حال تم سے ہم نے بیان کیا اور بعضوں کا حال نہیں بیان کیا ہے۔

بھی فرمایا گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ انسانی زندگی کے نیک اور بد انجام کو علم وعمل کے نظام پر مرتب کرنے کے لئے اور اس کی تشریح وتعلیم کے لئے پیغمبروں کا سلسلہ ہمیشہ قائم رہا پھر دوسری جگہ اس کی بھی تصریح ہے کہ

شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ (شوریٰ) — الدین یعنی ایسا آئینی دستور جس پر زندگی کے دوسرے دور میں بدل دیا جائے اسی کو قانون بنا کر جو تمہیں دیا گیا یہ وہی دین ہے، جس کی وصیت خدا نے نوح کو کی، اور جس کی وحی ہم نے تم پر کی اور اسی کی وصیت

---

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بصیرت کے فیصلہ پر موقوف ہے خاکسار نے اس مقالہ کو دیکھ لیا ہے اور بعض مقامات میں حواشی کے ذریعہ بعض جگہ اصل عبارت میں کچھ ترمیمیں بھی کر دی گئی ہیں دین کی کوئی صحیح خدمت اس کوشش سے بن آئے تو یہی سب سے بڑا صلہ ہے۔ ۱۲ – (مناظر احسن گیلانی)



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ہم نے ابراہیم کو کی اور موسیٰ کو بھی اور عیسیٰ کو بھی اسی
کی وصیت کی گئی مقصد یہ تھا اور ہے) کہ اس الدین
(اسی دستور) کو قائم کرو اور اس میں پھوٹ مت ڈالو،

ایک اور مقام میں یہ فرمایا کہ

أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَاءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ آبَاءَهُمُ الْأَوَّلِينَ (المومنون)

کیا بات کو وہ سوچ نہیں رہے ہیں۔ یا ان کے پاس کوئی ایسی چیز آئی ہے جو ان کے آباء اولین (اگلے باپ دادوں کو نہیں دی گئی تھی؟

اس امر کو واضح الفاظ میں صاف کر دیا گیا کہ انسانی زندگی کا قدرتی دستور العمل جس کی تعبیر دین و مذہب کیش اور دھرم وغیرہ الفاظ سے لوگ کرتے ہیں یہ انسانیت کا ایک مشترکہ موروثی ترکہ ہے اور اصولاً ایک ہی دستور العمل ہے جس کی پابندی کا مطالبہ اس زمینی زندگی میں اول سے لے کر آخر تک بنی نوع انسانی کی تاریخ کے ہر دور میں کیا گیا اور ہونا بھی یہی چاہتے تھا آخر قانون کا بنانے والا جب ایک ہو اور جس کے لئے قانون بنایا گیا ہو وہ بھی ایک ہو تو شکل وصورت چہرہ و بشرہ رنگ و روغن کے اختلاف سے یا زمین کے کسی خاص خطے میں سکونت کی وجہ سے جو کسی دریا پہاڑ وغیرہ سے گھرا ہو یا کسی خاص خاندان میں پیدا ہونے کی وجہ سے یا زبان کے اختلاف کی وجہ سے یا انسان جن چیزوں کو استعمال کرتا ہے ان کے بدل جانے کی وجہ سے کیا آدمی کی فطرت بدل جاتی ہے

بہر حال زندگی کا وہی دستور کہن جو ہمارے آباء اولین کو ملا تھا اصولاً اسی کا اعادہ اسی کی تجدید کا عمل پچھلی نسلوں میں بھی ہوتا رہا اسی لئے دین یا زندگی کا یہ دستور العمل بہر حال ایک مشترک موروثی ترکہ ہے البتہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ قدرت کے عطا کئے ہوئے



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اس امین کی حفاظت و نگرانی میں بوجوہ مختلف قومیں غفلتوں اور لاپرواہیوں کی شکار ہوتی رہیں خدا کی خالص تعلیم سے ہٹ ہٹ کر اپنے ہی جیسے انسانوں کے خود تراشیدہ رسوم اور دستوروں میں لوگ الجھتے رہے مختلف زمانوں اور ملکوں میں زیادہ تر پیغمبروں کی ضرورت اسی عام تاریخی حادثہ نے پیدا کی یعنی جب خدا کی خالص تعلیم اور ہدایت نامہ سے لوگ ہٹ گئے تو پھر اسی موروثی آئین کہن کی طرف واپس کرنے کے لئے حق تعالیٰ قوموں اور امتوں میں رسولوں اور پیغمبروں کو پیدا کرتا اور اٹھاتا رہا۔

چاہئے تو یہی تھا کہ مقنن کی شخصی وحدت اور جس کے لئے قانون بنایا گیا ان کی نوعی وحدت کی بنیاد پر لوگ اپنے اس موروثی قانون کو ایک ہی قانون کی حیثیت سے دیکھتے مگر تصدیق و توثیق، تصحیح اور تکمیل وغیرہ اغراض کے لئے متعدد پیغمبروں کا ظہور مختلف زمانوں میں جو ہوتا رہا یہ عجیب بات ہے کہ اسی ایک دستور العمل کے پیش کرنے والوں کے اس تعدد و کثرت کو دیکھ کر غلط فہمی پھیلی ہوئی ہے کہ مذہب دنیا میں ایک نہیں بلکہ متعدد اور بہت سے ہیں۔

لیکن میں پوچھتا ہوں کہ ایک ہی کتاب کو چند آدمی اگر کتب خانہ سے نکالیں تو چند لانیوالوں کی وجہ سے کیا کتاب بھی چند ہو جائیگی یقیناً کسی مصنف کی کتاب کے چند اڈیشن کو دیکھ کر یہ فیصلہ کتنا غلط فیصلہ ہوگا کہ مصنف کی یہ ایک کتاب نہیں بلکہ چند کتابیں بن گئیں واقعہ یہ ہے کہ قرآن تمام آسمانی کتابوں کے ساتھ اپنی اسی نسبت کا مدعی ہے یعنی پچھلی ساری آسمانی کتابوں کا وہ آخری اور مکمل ترین اڈیشن ہے اور قوموں کے پاس اس اس کتاب کے جو پرانے مشتبہ اور مشکوک یا ناقص وغیر مکمل نسخے رہ گئے ہیں ان کے متعلق صرف یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ اس جدید تازہ ترین اور کامل اڈیشن سے مقابلہ کرکے قومیں اپنی موروثی کتابوں



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کی تصحیح کرلیں۔ یہی اور صرف یہی ایک مطالبہ قرآن نے دنیا کی قوموں کے سامنے پیش کیا ہے ظاہر ہے اس مطالبہ کا مطلب کسی حیثیت اور کسی لحاظ سے بھی یہ نہیں ہے کہ دنیا کی قوموں کے پاس آسمانی دین اور مذہب اپنے آباء و اجداد سے جو پہنچا ہے اس دین سے اور اس دین کا انتساب جن بزرگوں کی طرف ہے ان بزرگوں سے بے تعلق ہو کر قرآن کو بالکلیہ ایک جدید دین اور دھرم کی کتاب کی حیثیت سے مانا جائے۔ یقیناً نہ قرآن میں ایسا حکم دیا گیا ہے اور نہ قرآن کے ماننے والوں نے ایسا کیا[1]۔ آج کروڑہا کروڑ

---

[1] اسی سے اندازہ کیجئے کہ عبداللہ بن سلام صحابی رضی اللہ عنہ جو علماء بنی اسرائیل میں سے تھے جب رسول اللہؐ کے دست مبارک پر بیعت کی سعادت ان کو حاصل ہوئی تو انھوں نے عرض کیا کہ قرآن کے ساتھ تورات کی تلاوت بھی جاری رکھوں آپ نے فرمایا اقرء ھذا الیلۃ وھذا الیلۃ (یعنی ایک رات قرآن پڑھا کرو اور ایک رات تورات) تذکرۃ حفاظ ذہبی ص۲۶ ج الطبقات ابن سعد میں بھی ابو الجلاء والجونی کے تذکرے میں لکھا ہے کہ سات دن میں قرآن اور چھ دن میں توراۃ ختم کرنے کا عام دستور اپنے لئے انھوں نے مقرر کر لیا تھا اور ختم کے دن لوگوں کو جمع کرتے تھے کہ اس دن رحمت نازل ہوتی ہے ابن سعد ج ۷ ص ۱۶۱

اور واقعہ بھی یہی ہے کہ قرآن کی تصحیحی راہ نمائی میں اس قسم کی کتابوں کے پڑھنے سے جہاں تک میرا ذاتی تجربہ ہے خود قرآن کے سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے انجیل و تورات خیر ان کا تو پوچھنا ہی کیا میں سنسکرت سے واقف نہیں ہوں لیکن اردو میں وید کے بعض حصوں کا ترجمہ ہو گیا ہے اس کا ایک دن مطالعہ کر رہا تھا یہی یجر وید کا ایک ٹکڑا تھا ایک جگہ مجھے یہ فقرہ اس کتاب میں ملا یعنی اے اگنی تو خوبصورت بچہ ہے پودوں میں سے نکالا ہوا تاریکی کو دور کرتا ہوا ماؤں سے شعور کرتا ہوا پیدا ہوا ہے ادھیائے ۱۲ گو کہتے ہوئے کچھ ڈر بھی معلوم ہوتا ہے لیکن جو واقعہ پیش آیا اس کا اظہار کرتا ہوں اس اشلوک نے معاً میرے دماغ کو قرآن کی ان آیتوں کی طرف منتقل کر دیا جن میں ارشاد ہوا ہے کہ "تم دیکھتے ہو اس آگ کو جسے تم پیدا کرتے یا نکالتے ہو کیا تم نے اس کے درخت کو اُگایا یا ہم ہیں اس کے اگانے والے (الواقعہ) قریب قریب اسی کے سورہ یٰسین میں بھی ہے عام مفسرین عرب کے بعض خاص درختوں کا ذکر کر کے لکھ دیتے ہیں کہ ان کی شاخوں کو باہم رگڑ کر عرب آگ پیدا کرتے تھے اسی کی طرف اشارہ ہے

(بقیہ حاشیہ بر صفحہ آئندہ)



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کی تعداد میں مسلمان دنیا کے اکثر علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں یقیناً اُن میں عیسائی یہودی اور اسی قسم کی دوسری مذہبی امتوں کے لوگ ہیں پھر کیا قرآن کو مان کر جو عیسائی تھے مسلمان ہونے کے بعد انھوں نے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی کتاب انجیل کی تکذیب کی، یا جو یہودی تھے مسلمان ہونے کے بعد موسیٰ علیہ السلام یا انبیاء بنی اسرائیل کی توہین کر رہے ہیں یا توراۃ اور تورات کے ساتھ دوسرے پیغمبروں کی جو کتابیں ہیں انھیں جھٹلا رہے ہیں یہ واقعہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کی تعلیم سے جو دور ہو گئے تھے قرآن شریف کو مان کر حضرت عیسیٰ اور ان کی صحیح تعلیم سے پھر قریب ہو گئے اور یہی حال ان ساری قوموں کے ساتھ پیش آیا ہے جو گذشتہ تیرہ ساڑھے تیرہ صدیوں میں قرآن کو مان مان کر اسلامی حلقہ میں داخل ہوتی رہی ہیں یعنی اپنے آبائی اور موروثی دین کے جن اجزاء و عناصر کو لوگ کھو بیٹھے تھے یا تاریخی حوادث و واقعات نے ان کے دین کے جن حقائق و مسائل کو مشتبہ و مشکوک کر دیا تھا قرآن شریف کی راہ سے ان کھوئی ہوئی چیزوں کو انھوں نے پالیا اور شک و ریب کی تاریکیوں میں جو باتیں رل مل گئی تھیں، قرآن کی روشنی میں اب یقین کی آنکھوں سے دیکھنے اور پالینے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ بس حقیقت یہی ہے کہ اپنے آباء اولین اور گذشتہ باپ دادوں کے دین سے قرآن پاک کو مان کر قطعاً کوئی الگ نہیں ہوا ہے بلکہ جو الگ ہوئے تھے بلاخوف تردید دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ان کے آبائی دین کی طرف خدا کی اس آخری کتاب نے ان سب کو واپس کر دیا ہے۔ اس نے توڑا نہیں ہے

---

بقیہ حاشیہ سلسلۂ صفحہ گذشتہ) لیکن یجروید کا یہ طرز تعبیر قرآن کے طرز تعبیر سے اس درجہ ملتا جلتا ہے کہ کیوں نہیں قرآن بھی ہو درخت کو عام درخت سمجھا جاتے اور جیسے وید میں ہے کہ آگ خوبصورت بچہ ہے پودوں سے نکالا ہوا یعنی آگ کا ظہور لکڑی ہی کے جلنے سے ہوتا ہے اور اسی سے شور کرتا ہوا پیدا ہوتا ہے ۱۲ مناظر احسن گیلانی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



بلکہ جو ٹوٹے ہوئے تھے ان کو اپنے بزرگان سلف اور ان کی سچی تعلیم، صحیح زندگی کے ساتھ جوڑ دیا ہے یہ واقعہ بھی ہے خواہ دنیا اس کو مانے یا نہ مانے قرآن کی دعوت و تبلیغ کا بھی محوری نصب العین ہے۔ بکھری ہوئی منتشر اور پراگندہ انسانیت کو اسی راہ سے وحدت وفاق کے مرکزی نقطہ پر "وہ سمٹ کر" لے آنا چاہتا ہے

بہرحال یہ تو ایک تمہیدی ذیلی گفتگو تھی میں آپ کے سامنے اس موروثی دین کی الٰہی کتاب کے آخری اڈیشن کے ان پہلوؤں کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جن کے متعلق بدبختی سے بداندیش دماغوں میں خواہ مخواہ بعض بے بنیاد وساوس و اوہام مختلف راہوں سے گھس پڑے ہیں یعنی قرآن مجید کی تدوین یا جمع و ترتیب کی جو واقعی سرگذشت ہے اسی کے متعلق ایک مختصر اجمالی بیان اُن لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہوں جو ناواقفیت کی وجہ سے ان ہی اوہام سے پیدا ہونے والی غلط فہمیوں میں بلا وجہ مبتلا ہیں۔

**قرآن کی تدوین کی مصدقہ شہادتیں** قرآن کی تدوین یا جمع و ترتیب کے متعلقہ سوالوں پر جن شہادتوں سے روشنی پڑ سکتی ہے آسانی کے لئے ہم ان شہادتوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں یعنی شہادتوں کا ایک سلسلہ تو وہ ہے جو خود اس کتاب کے اندر پایا جاتا ہے ہم اندرونی شہادتوں سے اس کی تعبیر کر سکتے ہیں اور دوسرا سلسلہ ان تاریخی روایات کا ہے جن سے اس کتاب کے تدوینی حالات کے جاننے اور سمجھنے میں مدد ملتی ہے ہم ان کو بیرونی شہادتوں سے موسوم کریں گے پہلے ہم اندرونی شہادتوں کو پیش کرتے ہیں

**اندرونی شہادتیں** واقعہ یہ ہے کہ اس لحاظ سے دُنیا کی ان تمام کتابوں میں جنہیں قومیں خدا کی طرف منسوب کرتی ہیں قرآن ایک واحد کتاب ہے یعنی اپنے متعلقہ سوالات کے جوابات کے لئے وہ قطعاً ایک خود مکتفی ہونے کی حیثیت رکھتا ہے اس سلسلہ میں اگر تاریخی روایات



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کا ذخیرہ نہ بھی ہوتا جب بھی اس سلسلے میں قرآن کے متعلق جن امور کا جاننا ضروری ہے سب کے جواب کے لئے خود قرآن ہی کافی ہو سکتا ہے۔

اس کتاب کا نازل کرنے والا کون ہے؟ کس پر یہ نازل ہوئی؟ کس لئے نازل ہوئی صرف ان سب بنیادی سوالوں کے جوابات جیسا کہ ہر قرآن پڑھنے والا جانتا ہے اس کتاب میں جگہ جگہ موجود ہیں! حالانکہ اسی نوعیت کی دوسری کتابوں میں اگر کوئی جاننا چاہے تو وہ مشکل ہی سے ان سوالوں کا جواب معلوم کر سکتا ہے لیکن چونکہ قرآن کی یہ عام باتیں ہیں اس لئے ان سوالوں پر بحث کو غیر ضروری قرار دیتے ہوئے قرآن کی اندرونی شہادتوں کی روشنی میں اس وقت صرف حسب ذیل سوالوں کا جواب پیش کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ ابتدائی حالت اس کتاب کی کیا تھی بالفاظ دیگر میرا مطلب یہ ہے کہ جیسے عموماً خدا کی طرف منسوب ہونے والی دوسری کتابوں کے متعلق معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً زبانی یادداشتوں اور گیتوں یا بھجنوں کی شکل میں وہ رہیں اور صدیوں بعد قلمبند ہوتیں[1] اس باب میں قرآن کا کیا حال ہے؟

---

[1] مدعا یہ ہے کہ اس سلسلے میں کتابوں کے جس مجموعے کو دنیا کا قدیم ترین مجموعہ عموماً سمجھا جاتا ہے یعنی ہمارے ملک کی اکاشی بانی وید کے متعلق آپ کو سن کر حیرت ہوگی کہ قرآن مجید جو اس سلسلہ کی آخری کتاب ہے اس کے پانچ چھ سو سال بعد قلم بند ہوئی۔ البیرونی جو دسویں صدی عیسوی میں ہندوستان آیا تھا۔ اس کا بیان ہے کہ اس کی آمد سے کچھ ہی دن پہلے ایک کشمیری پنڈت نے وید کو کتابی قالب عطا کیا ورنہ اس سے پہلے پشتہا پشت سے برہمنوں کا خاص طبقہ اس کو زبانی یاد کرتا چلا جا رہا تھا ڈاکٹر گپتا اپنی کتاب ہندی فلسفہ میں لکھتے ہیں کہ عموماً ویدوں کے قلم بند کرنے کو زمانہ تک کفر سمجھا جاتا تھا ۱۲۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ظاہر ہے کہ اس سوال کے حل کے لئے اوراق الٹنے کی بھی ضرورت نہیں بلکہ سورۂ فاتحہ کے بعد قرآن کی پہلی سورۃ بقرہ ہی کی پہلی آیت ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ (یہ ایک نوشتہ ہے جس میں شک نہیں ہے) اسی فقرے میں اس سوال کا جواب آپ کو مل جائے گا یعنی خود کتاب کا لفظ جس کے معنی نوشتہ اور لکھی ہوئی چیز کے ہیں اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ پیش کرنے والا ابتدا ہی سے اس کو نوشتہ اور مکتوبہ کی شکل ہی میں پیش کرنا چاہتا ہے اور کتاب یا نوشتہ کا یہ لفظ کچھ اسی ایک مقام پر استعمال نہیں ہوا ہے بلکہ تقریباً قرآن شریف کی ہر بڑی سورۃ میں آپ کو کتاب ہونے کے اس دعویٰ کا مسلسل ذکر ملتا چلا جائے گا۔

بلکہ سچی بات تو یہ ہے کہ کفار عرب کا یہ فقرہ جو قرآن میں نقل کیا گیا ہے یعنی وہ کہا کرتے تھے کہ

اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلَىٰ عَلَيْهِ بُكْرَةً وَأَصِيلًا لکھوا لیا ہے اس شخص نے (یعنی پیغمبر نے) اور وہی پڑھا جاتا ہے اس پر صبح وشام۔ (سورۂ فرقان)

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کی کتابت اور نوشتگی ایک عام اور پھیلی ہوئی بات تھی جسے وہ بھی جانتے تھے جنہوں نے اب تک اس کو خدا کی کتاب نہیں مانا تھا۔

ماسوا اس کے اس کتاب یا نوشتے کے متعلق اس قسم کے ذیلی سوالات یعنی قرآن کس چیز پر لکھا جاتا تھا پیغمبر تو خود امی تھے لکھنے پڑھنے سے ناواقف تھے پھر کن لوگوں سے اس کو لکھواتے تھے آپ چاہیں تو ان سوالات کے جوابات بھی قرآن ہی میں تلاش کر کے پا سکتے ہیں مثلاً پہلا سوال یعنی قرآن کس چیز پر لکھا جاتا تھا، اس کے لئے قرآن ہی میں پڑھیئے۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



وَالطُّورِ ۝ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ۝ فِي رَقٍّ مَّنشُورٍ (الطور)
قسم ہے طور کوہ طور کی اور لکھی ہوئی کتاب کی جو باریک جھلی کھلی ہوئی پر لکھی ہوئی ہے،

جیسا کہ معلوم ہے رق ایک خاص قسم کی باریک جھلی کو کہتے ہیں جو لکھنے کے کام کے لئے تیار کی جاتی تھی انگریزی میں جس کو پارچمینٹ (Parchemint) کہتے ہیں اور قدیم زمانہ کی تورات انجیل وغیرہ اسی پر لکھی ہوئی اب بھی ملتی ہے۔ قرآن یہ اطلاع دیتا ہے کہ اس کی کتابت بھی رق ہی پر ہوئی ہے اسی طرح اس کی خبر دیتے ہوئے کہ قرآن تو چونک پیدا کرنے والی ایک چیز ہے اسی کی صفت میں فرمایا گیا ہے کہ

فِي صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍ بَرَرَةٍ (عبس)
صحیفوں میں لکھا ہوا ہے ایسے صحیفے جو مکرم و محترم ہیں پاک ہیں لکھے ہوئے ہیں ہاتھوں سے ان لکھنے والوں کے جو بڑے بزرگ اور پاکباز لوگ ہیں۔

جس سے صرف یہی نہیں معلوم ہوا کہ قرآن صحیفوں میں لکھا جا رہا تھا بلکہ اس کے لکھنے والوں کے ان اعلیٰ خصوصیات کا بھی اظہار کیا گیا ہے جن میں صحت نویسی کی ضمانت پوشیدہ ہے۔

حیرت ہوتی ہے کہ قرآن کے پڑھنے والے اس قسم کی آیتیں پڑھتے ہیں مثلاً

لَّا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ (الواقعہ) نہیں چھوتے اس کو یعنی قرآن کو مگر وہی لوگ جو پاک ہیں

---

[1] تفسیر فتح البیان ج ۹ ص ۲۰ میں دیکھئے "کتاب مسطور جو رق منشور میں لکھی ہوئی ہے اس سے مراد قرآن ہے ۱۲۔



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



مگر نہیں سوچتے کہ زبانی یادداشت کی شکل میں جو چیز ہو گی کسی حیثیت سے بھی یہ حکم یعنی مس اور چھونے کی ممانعت کا تصور اس کے متعلق کیا جا سکتا ہے جس کے صاف معنی یہی ہیں کہ خود قرآن نے اپنے آپ کو ایک ایسی نوشتہ اور مکتوبہ شکل میں پیش کیا ہے جس کے مس اور چھوئے جانے کا بھی امکان تھا ورنہ ممانعت یقیناً ایک بے معنی سی بات ہو جاتی ہے۔

علاوہ اس کے تدریجی نزول یعنی وقفہ وقفہ سے قرآنی آیتیں جو اتر رہی ہیں اور "جملۃ واحدۃ" یعنی ایک ہی دفعہ ان کو نازل نہیں کیا گیا اس کی وجہ بیان کی گئی کہ

لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ — تاکہ ہم جمائیں اس طریقے سے اس کو تیرے دل میں

ظاہر ہے کہ تثبیت فی الفواد (یعنی زبانی یاد کرنے کا موقع) خود پیغمبر کو نزول کے اسی تدریجی طریقے سے بسہولت مل سکتا تھا پھر سورہ بنی اسرائیل میں

قُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ (اسرائیل) — قرآن جس کی آیتوں کو) جدا جدا کر کے ہم نے اتارا (یہ اس لئے کیا گیا) تاکہ لوگوں پر وقفہ کے ساتھ اس کتاب کو تم پڑھو۔

اسی تدریجی نزول کی وجہ یہ بھی بیان کی گئی کہ لوگوں کے سامنے وقفہ وقفہ سے پڑھنے کا موقع اسی طرح سے مل سکتا ہے گویا علاوہ پیغمبر کے دوسرے لوگوں کو بھی قرآن شریف کے زبانی یاد کرانے کی بھی تدبیر ہو سکتی تھی اس تدبیر میں جو کامیابی ہوتی اس کی خبر دیتے ہوئے قرآن ہی میں یہ اعلان کیا گیا ہے۔

بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ (عنکبوت) — بلکہ وہ (یعنی قرآن) تو کھلی ہوئی واضح آیتوں کا مجموعہ ہے (جو ان لوگوں کے سینوں میں ہے جنھیں علم دیا گیا ہے



© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



مطلب یہی ہوا کہ علاوہ کتابی قالب میں محفوظ ہونے کے صحابیوں میں اہل علم کا جو طبقہ تھا قرآن اطلاع دیتا ہے کہ ان کے سینوں میں بھی وہ محفوظ ہوتا چلا جا رہا تھا

نیز سورۂ مزمل کے آخری رکوع میں

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ — پس پڑھو جتنا آسانی سے ہو سکے قرآن کو

کے حکم کو نافذ کرتے ہوئے اس واقعہ کا تذکرہ قرآن ہی میں کیا گیا ہے کہ پیغمبر ہی نہیں بلکہ پیغمبر کے صحابیوں کا ایک طائفہ بھی

أَدْنَىٰ مِن ثُلُثَيِ اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ — رات کے دو تہائی یا آدھے یا دو تہائی حصہ میں

کھڑے ہوتے ہیں اور قرآن کو دہراتے ہیں یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق

يَتْلُونَ آيَاتِ اللَّهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ — پڑھتے ہیں اللہ کی آیتوں کو رات میں بھی اور دن میں بھی

وغیرہ آیتوں میں یہ اطلاع دی گئی ہے کہ صبح و شام ان کا مشغلہ اپنے یاد کئے ہوئے قرآن کا اعادہ اور تکرار تھا ۔

قرآن کی ان اندرونی شہادتوں کے بعد کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ اس کتاب کی حفاظت کا سامان کتابۃً و حفظاً یعنی لکھ کر اور زبانی یاد کر کے جو کیا گیا تھا اس کے لئے کسی بیرونی شہادت کی ضرورت ہے خود قرآن سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت خود اس کتاب کے محفوظ کرنے کا سامان اس حد تک کر چکی تھی کہ دوسری آسمانی کتابوں کو جو مختلف حوادث و واقعات پیش آتے رہے ان کا قطعی طور پر شروع ہی میں انسداد کر دیا گیا تھا ۔ سورۃ البروج میں ہے ۔

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ فِرْعَوْنَ وَثَمُودَ — کیا تمہارے پاس جتھوں کی خبر پہنچی ہے یعنی فرعون اور ثمود کے جتھوں کی؟

(باقی آئندہ)



© rasailojaraid.com